بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ھل تعلم لہ سمیا؟

(مریم۔65)

معہ رسالہ

علی ولی اللہ وصی رسول اللہ

و خلیفۃ بلافصل

تالیف

سید محمد حسین زیدی برستی

ناشر

ادارہ نشر و اشاعت حقائق الاسلام

نزد مین ڈاکخانہ لاہوری گیٹ چنیوٹ

نام کتاب	هل تعلم له سميا معه رساله علی ولی اللہ وصی رسول اللہ و خلیفۃ بلافصل
نام مؤلف	سید محمد حسین زیدی برستی
رابطہ نمبر:	047-6334466 Cell:0321-7917681
ناشر	ادارہ نشر و اشاعت حقائق الاسلام چنیوٹ
کمپوزنگ	الرحمٰن کمپیوٹر کمپوزنگ سنٹر چنیوٹ (0333-9794804)
تعداد	ایک ہزار
مطبع	معراج دین پرنٹنگ پریس لاہور
طبع	اول

هل تعلم له سمیا (مریم۔65)

ترجمہ: کیا جانتے ہو کہ اللہ کا کوئی ہم نام (بھی) ہے

سورہ مریم کی مذکورہ آیت کا یہ فقرہ استفہام انکاری ہے جو نفی پر دلالت کرتا ہے یعنی اللہ کا کوئی ہمنام نہیں ہے۔

اللہ اسم ذات ہے اور اللہ کے باقی سارے نام یا تو اس کے اسمائے صفات ہیں یا اسمائے افعال ہیں جیسا کہ ارشاد ہوا:

"قل ادعوا اللہ او عوا الرحمٰن ایا ما تدعو فلہ الاسماء الحسنیٰ"

(بنی اسرائیل۔ 110)

اے رسول تم ان سے کہہ دو کہ خواہ اسے اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر پکارو (غرض) جس نام سے بھی پکارو اس کے سب نام اچھے ہی اچھے ہیں۔

یعنی رحمن بھی اسی کا نام ہے۔

پس اس کا کوئی ہمنام نہیں ہے کہ مطلب یہ ہے کہ اس کے اسمائے صفات اور اسمائے افعال میں کوئی اس کا ہم نام نہیں ہے یعنی اس کے اسمائے صفات میں کسی کا نام اس کے سوا رحمٰن نہیں ہے اسی طرح اس کے اسمائے افعال میں سے کسی کا نام خالق نہیں ہے کسی کا نام رازق نہیں ہے کسی کا نام محی نہیں ہے کسی کا نام ممیت نہیں ہے (تفسیر نمونہ)

یہ خدا نے کہا ہے۔ یہ قرآن نے کہا ہے۔ یہ پیغمبر گرامی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا ہے ۔لیکن خدا کہتا ہے تو کہتا رہے۔ قرآن کہتا ہے تو کہتا رہے۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہتے ہیں تو کہتے رہیں ہمارے منبروں پر مجالس عزاء میں کوئی صرف حضرت علیؑ کو خدائی نام دیتا ہے کوئی آنحضرتؐ اور حضرت علیؑ دونوں کو خدائی نام دیتا ہے کوئی پنجتن پاک کو خدائی نام دیتا ہے اور کوئی چہاردہ معصومین علیہم السلام کو خدائی نام دیتا ہے اور انہیں خالق و رازق و محی و ممیت کہتا ہے کیا آپ جاننا چاہیں گے کہ یہ لوگ کون ہیں؟

خدا کے سوا دوسروں کو خالق ورازق کہنے والے کون ہیں؟

قابل غور بات یہ ہے کہ آخر یہ کون لوگ ہیں جو صرف حضرت علیؑ کو یا آنحضرتؐ اور حضرت علیؑ دونوں کا یا پنجتن پاک کو یا چہادرہ معصومین علیہم السلام کو خالق ورازق اور محی وممیت کہنے پر تلے ہوئے ہیں۔ پیغمبر اکرمؐ نے تو اپنی زندگی میں کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا وہ تو خدا کی توحید کی ہی تبلیغ کرتے رہے اور اس کو اس کے اسمائے صفات اور اسمائے افعال میں یکتا کہتے رہے۔

دراصل پیغمبر اکرمؐ کے بعد جو انقلاب آیا اس کے نتیجے میں مسلمان بیشمار فرقوں میں بٹتے چلے گئے چنانچہ اس انقلاب کے نتیجے میں پہلے تو مسلمانوں کے دو فرقے بنے جو مسلمانوں کے بنیادی فرقے کہلاتے ہیں:

نمبر 1: اہل سنت والجماعت یا سنی　　　　نمبر 2: شیعیان علی

لیکن بعد میں یہی دونوں فرقے پیغمبر اکرمؐ کی حدیث کے مطابق تہتر ((73 فرقوں میں بٹ گئے جو بعد میں بلال زبیری کی کتاب فرقے اور مسالک کے مطابق شاخ در شاخ ہونے کی وجہ سے اب تک 256 تک پہنچ گئے ہیں۔

اور حضرت علی علیہ السلام کی ایک حدیث کے مطابق ان تہتر ((73 فرقوں میں سے تیرہ ((13 فرقے ہم اہل بیت علیہم السلام کی محبت کا دم بھرنے والے ہوں گے اور باقی 60 دوسرے ہوں گے۔

ملاحظہ ہو اسرار امامت اردو ترجمہ کتاب سلیم بن قیس ہلالی ص 120

اور یہی روایت روضہ کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے

(روضہ کافی ص 224)

چونکہ دوسرے ساٹھ فرقے ہماری اس کتاب کے موضوع سے باہر ہیں لہذا میں اس کتاب میں صرف ان فرقوں کا ذکر کروں گا جو اہل بیت کی محبت کا دم بھرنے والے ہیں۔

یہاں پر یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ کوئی فرقہ کسی دوسرے فرقے سے جدا نہیں ہوتا جب

تک کہ اس کے عقائد و نظریات دوسرے سے مختلف نہ ہوں۔ اب ان فرقوں کا بیان سنیے۔

حضرت علیؑ کو خدا ماننے والے فرقے

سبایہ فرقہ: یہ فرقہ سن 36-90ھ میں حضرت علیؑ کے زمانے میں ہی پیدا ہو گیا تھا اگرچہ عبداللہ بن سبا کے بارے میں بہت سے من گھڑت افسانے ہیں جو شیعوں کو بدنام کرنے اور حضرت عثمان کے عمال کی بداعمالیوں اور ان کی اقرباء پروری پر پردہ ڈالنے کے لئے گھڑے گئے ہیں لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ اس نے حضرت علیؑ کو خدا ہونے کا عقیدہ رائج کیا تھا۔

علیایہ فرقہ: 128ھ یہ بھی شیعیان علی کی ایک شاخ ہے اس کی ابتداء کوفہ سے ہوئی اس کے بانی کا نام علیا بن زراع الدی تھا یہ کوفہ کا باشندہ تھا دوسری صدی ہجری میں ایران و عراق میں اس کے عقائد زیادہ مقبول ہوئے اس فرقے کا عقیدہ یہ ہے کہ علیؑ اصل میں خدا ہیں اور دنیا میں انسانی شکل میں اترے ہیں۔ (فرقے اور مسالک ص140)

نصیریہ فرقہ: 252ھ میں اس کا بانی محمد بن نصیر کوفی تھا پروفیسر فلپ کے حطیٔ نے تاریخ شام میں اس فرقے کا ذکر کیا ہے اس کے مطابق اس گروہ کی ابتداء اثنا عشری شیعوں کے گیارہویں امام الحسن عسکریؑ 252ھ کے عہد میں ہوئی۔

یہ فرقہ حضرت علیؑ کو ہی خدا مانتا ہے اور یہ فرقہ صرف علیؑ کا نام ورد زبان کر لینا ہی کافی سمجھتا ہے۔ (فرقے اور مسالک ص176)

آنحضرتؐ اور حضرت علیؑ دونوں کے لئے تفویض کے قائل فرقے

تفویضیہ: یہ فرقہ بلال زبیری کے قول کے مطابق امام جعفر صادق علیہ السلام کے زمانے میں پیدا ہوا۔ اس فرقے کو بلال زبیری نے اپنی کتاب فرقے اور مسالک میں تفویضیہ لکھا ہے لیکن ہمارے آئمہ اور علماء کی اصطلاح میں سے مفوضہ کہا جاتا ہے۔ ان کا بنیادی عقیدہ یہ ہے کہ خدا نے

صرف محمدؐ اور علیؑ کو خلق فرمایا اور ان دونوں کو خلق کرنے کے بعد اور کوئی کام نہیں کیا اس کے بعد جو کچھ کیا وہ ان دونوں نے کیا زمین انہوں نے خلق کی، آسمان انہوں نے خلق کیا، سورج اور چاند انہوں نے خلق کئے اور اس کے بعد بھی یہی خلق کرتے ہیں یہی رزق دیتے ہیں یہی مارتے ہیں زندہ کرتے ہیں اور سارا نظام کائنات چلاتے ہیں۔

پنجتن پاک کو خدا ماننے والے فرقے

علیاویہ: 127ھ میں اس فرقے کا بانی علی وجہ بن عبداللہ ہے یہ کوفہ کا رہنے والا تھا اس کے عقائد مختصراً اس طور پر ہیں کہ آنحضرتؐ۔ حضرت علیؑ۔ حضرت فاطمہؑ اور حضرات حسنینؑ ایک ہی وجود کے پانچ مختلف نام اور شکلیں ہیں اور یہی پانچوں تن خالق کائنات ہیں۔

فرقے اور مسالک ص 141

بحوالہ تاریخ فاطمین مصر

انقلاب برپا کرنے والے شیعہ فرقے

کیسانیہ شیعہ: بنی اسرائیل کے ظلم وستم کے خلاف جو تحریکیں منظم ہوئیں ان میں سب سے پہلی کیسانیہ کی ہے امام زین العابدینؑ علیہ السلام کی طرف سے انکار کے بعد کیسان نے حضرت محمد حنفیہ کی طرف رجوع کیا اور یہ مشہور کر دیا کہ حضرت محمد حنفیہ امام ہیں اور انہوں انتقام خون حسین کی اجازت دے دی ہے جب انہوں نے اس بات کی تردید کی تو کیسان نے خود امام ہونے کا دعویٰ کیا اور مختار ثقفی کے ساتھ مل کر انتقام خون حسین کے نام سے تحریک چلائی اس میں مختار ثقفی کو کچھ عرصہ کوفہ پر حکومت کرنے کا موقع ملا جس میں اس نے قاتلان حسین سے خوب انتقام لیا لیکن یہ حکومت آگے جاری نہ رہ سکی کیسان کو امام ماننے والے کیسانیہ شیعہ کہلاتے ہیں۔

زیدیہ شیعہ: ہشام بن عبدالملک کے زمانے میں حضرت زید بن علی ابن الحسین نے 124ھ میں خروج کیا ان کا ساتھ دینے والوں نے ان کو اپنا امام مان لیا حضرت زید شہید خود تو کامیاب نہ

ہو سکے اور شہید ہو گئے ان کے بعد ان کے فرزند یحیٰی بن زید اور ان کے بعد حسین ابن یحیٰی بھی کامیاب نہ ہو سکے اور شہید ہو گئے لیکن زیدی شیعوں کی یہ تحریک چلتی رہی اور آخر وہ یمن میں حکومت بنانے میں کامیاب ہو گئے اور آج تک یمن میں زیدی شیعوں کی ہی حکومت ہے پہلے امام کے نام سے حکومت کرتے تھے اور اب صدر کے خطاب کے ساتھ بھی وہی حکمران ہیں۔

نفیسہ شیعہ: 128ھ میں تمام بنی ہاشم بنی امیہ کے خلاف متحد ہو گئے بنی فاطمہ کی طرف سے عبداللہ المحض بن حسن مثنیٰ بن حسن مجتبیٰ بن علی ابن ابی طالب شریک ہوئے عباسیوں کی طرف سے سفاح اور اس کا بھائی منصور شریک ہوئے اور حضرت علیؑ کی غیر فاطمی اولاد سے حضرت محمد حنفیہ کے پوتے محمد شامل ہوئے اور ان سب نے مل کر محمد نفس ذکیہ بن عبداللہ المحض ابن حسن مثنیٰ کو اپنا امام تسلیم کر لیا اور یہ فیصلہ کیا کہ تحریک کی کامیابی کے بعد محمد نفس ذکیہ خلیفہ ہوں گے تحریک کامیاب ہو گئی بنی امیہ کی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا لیکن بنی عباس نے بدعہدی کرتے ہوئے سفاح کو خلیفہ بنانے کا اعلان کر دیا سفاح کے بعد اس کا بھائی منصور خلیفہ بنا چونکہ منصور محمد نفس ذکیہ کی امامت پر بیعت کر چکا تھا لہذا اسے خطرہ تھا یہ اس کے خلاف خروج کریں گے لہذا وہ ان کے درپہ ہو گیا اگرچہ محمد نفس ذکیہ نے بھی مدینہ پر حملہ کر کے وہاں پر اپنی حکومت قائم کر لی تھی لیکن بالآخر گرفتار ہوئے اور منصور کے حکم سے قتل کر دیئے گئے محمد نفس ذکیہ کو امام ماننے والے نفیسہ شیعہ کہلاتے ہیں

۔

ادریسیہ شیعہ: محمد نفس ذکیہ کے بعد امامت کا منصب ان کے بھائی ادریس بن عبداللہ المحض ابن حسن مثنیٰ ابن حسن مجتبیٰؑ کے پاس آیا اور ادریس نے افریقہ کا رخ کیا اور وہاں پر مصر اور سوڈان میں اپنی تنظیم قائم کر لی بربری قبائل نے ان کا ساتھ دیا اور بالآخر 169ھ میں ادریس ابن عبداللہ المحض ابن حسن مثنیٰ ابن حسن مجتبیٰ ابن علی ابن ابی طالب نے لیبیا میں اپنی حکومت قائم کر لی اور لیبیا میں حسنی سادات کی 970ء تک حکومت رہی۔ 1970ء میں کرنل معمر قذافی نے انقلاب برپا کر کے حسنی سادات کی اس حکومت کا خاتمہ کر دیا شاہ ادریس السنوسی کو جلا وطن کر دیا گیا

جوحسنی سادات کی سلطنت کا آخری حکمران تھاان میں ہونے والے اماموں کے پیرواد ریسیہ شیعہ کہلاتے ہیں۔ (فرقے اور مسالک بحوالہ تاریخ سادات بنی ہاشم وطبری)

اسماعیلیہ شیعہ: حضرت اسماعیل حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے بڑے بیٹے تھے ان کا 133ھ میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے زمانۂ حیات میں ہی انتقال ہوگیا تھا اور خود امام جعفر صادق علیہ السلام نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی تھی لیکن امام جعفر صادق علیہ السلام کی شہادت کے بعد جب امام موسیٰ کاظمؑ امام ہوئے تو ان کے مقابلہ میں اسماعیلیوں کا کہنا یہ ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے بڑے بیٹے حضرت اسماعیل کو اپنے بعد کے لئے امام نامزد کردیا تھا اور حضرت اسماعیل نے اپنے بیٹے محمد بن اسماعیل کو اپنا وصی بنا دیا تھا چنانچہ محمد بن اسماعیل نے عباسی سلطنت کے خلاف قیام کیا۔ محمد بن اسماعیل کے بعد ان کا وصی عبداللہ ہوا، عبداللہ کا وصی احمد ہوا، احمد کا وصی حسین ہوا، حسینؑ کے بعد اس کا وصی عبداللہ ہوا۔ آخر یہ عبداللہ بن حسین مصر میں اپنی حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہوگیا اور اس نے 309ھ میں جشن تاجپوشی منایا۔ عبداللہ بن حسین کے بعد 567ھ تک اٹھارہ اسماعیلی خلفہ ہوئے جو فاطمین مصر کے نام سے معروف ہیں۔ 567ھ میں صلاح الدین ایوبی نے اسماعیلی سلطنت کا خاتمہ کردیا اور اس کے بعد اسماعیلی شیعہ صرف ایک مذہبی فرقے کی حیثیت سے باقی رہ گئے جن کے بعد میں اور کئی فرقے بن گئے۔

فلاسفہ فرقے اور مسالک ص182 تا192

بحوالہ تاریخ فاطمین مصر ڈاکٹر زاہد حسین جلد دوم

چہاردہ معصومین کو خالق ورازق ماننے والے فرقے

صوفی شیعوں کا بیان

ابتداء میں تو بنی عباس نے آئمہ اہل بیتؑ کے مقابلے میں جن صوفیوں کو اٹھایا تھا وہ سب کے سب سنی ہوا کرتے تھے انہوں نے فلسفہ یونان کو بنیاد بنا کر حلول واتحاد کا نظریہ قائم کیا۔

حلول کا مطلب ہے خدا کا ان کے پیروں میں سما جانا ہے لیکن اتحاد کی دو صورتیں تھیں ایک خدا کا ان کے پیر سے متحد ہو جانا۔ دوسرے پیر کا خود خدا میں فنا ہو جانا پہلی مثال وہ آگ اور لوہے اور کوئلے اور آگ کی دیتے ہیں آگ لوہے اور کوئلے سے مل کر خود لوہے کو اور کوئلے کو آگ بنا دیتی ہے اس طرح ان کا پیر خدائی کام کرتا ہے دوسری مثال قطرہ اور سمندر کی ہے یعنی ان کا پیر ایک قطرہ کی مانند ہے اور خدا سمندر کی طرح ہے جس طرح قطرہ سمندر میں مل کر سمندر کا حصہ بن جاتا ہے اور خود سمندر بن جاتا ہے اسی طرح ان کا پیر خدا میں فنا ہو کر خدا بن جاتا ہے اسے وہ اصطلاح میں وصال کہتے ہیں اور اسے وہ ''فنا فی اللہ اور بقا باللہ'' سے بھی تعبیر کرتے ہیں یعنی اللہ میں فنا ہو کر اللہ کے ساتھ باقی بن جانا اتحاد کی صورت میں صرف ان کا پیر خدا بنتا تھا لیکن محی الدین بن عربی نے اس اتحاد کو پھیلا کر وحدت الوجود کی صورت میں پیش کیا اور ہر چیز کو خدا بنا دیا۔ چونکہ ایران میں صفوی خاندان کے دور حکومت میں علامہ مجلسی کی وجہ سے جن کا لقب ہی صوفی کش پڑ گیا تھا صوفیوں پر بہت سختی تھی لہذا ایران کے سارے صوفی شیعہ ہو گئے اور تصوف و عرفان کے نام سے اپنے عقائد کے ساتھ شیعہ کہلانے لگ گئے۔

مقدس اردبیلی نے اپنی کتاب حدیقہ الشیعہ میں ایران کے ان شیعہ صوفیوں کے فرقوں کا حال تفصیل کے ساتھ لکھا ہے جس میں سے ہم نے بھی اپنی کتاب ''شیعہ اور دوسرے اسلامی فرقے خصوصاً تصوف و عرفان قرآن وحدیث و تاریخ کی روشنی میں'' میں مختصر طور پر نقل کیا ہے یہ سارے شیعہ اثنا عشری کہلاتے ہیں اور جو بات سنی صوفی اپنے پیروں کے لئے کہتے تھے وہی بات صوفی شیعہ چہاردہ معصومین علیہم السلام کے لئے کہتے ہیں۔

جمن شاہیہ اور نوربخشی شیعہ

یہ دونوں فرقے ہندو پاکستان کی پیداوار ہیں۔ اور دونوں فرقے اثنا عشری کہلاتے ہیں۔ اور امام مہدیؑ کی نسبت سے معروف ہیں۔ نوربخشیوں کے نزدیک محمد نوربخش نے امام مہدی کی حیثیت سے ظہور کر لیا ہے اور اب کوئی امام مہدی نہیں آئیگا۔ لیکن جمن شاہیوں کے

نزدیک امام مہدی نے ابھی ظہور نہیں کیا لہذا وہ ان کے ظہور کے لئے جن جن خرافات کو اپنائے ہوئے ہیں وہ لیہ کے قریب جمن شاہ جا کر ملاحظہ کیا جا سکتا ہے ان کی تالیفات غالیوں کے اقوال مفوضہ کے نظریات اور صوفیوں کے افکار سے پر ہیں بہرصورت یہ دونوں فرقے خود کو اثنا عشری شیعہ کہتے ہیں۔

مذہب شیخیہ کا بیان

1221ھ میں شیخ احمد احسائی کہیں سے بحرین و بصرہ ہوتا ہوا ایران میں داخل ہوا اور وہاں اس نے فلسفہ یونان کو جدید شکل دے کر علل اربعہ کا من گھڑت فلسفہ پیش کیا یعنی ساری کائنات کی علت فاعلی بھی چہاردہ معصومینؑ ہیں علت مادی بھی چہاردہ معصومین ہیں علت غائی بھی چہاردہ معصومینؑ ہیں اور علت صوری بھی چہاردہ معصومینؑ ہی ہیں۔

1239ھ میں ایران کے مرجع عالیقدر نے جب اس پر کفر کا فتویٰ لگایا تو وہ بھاگ کر عراق چلا گیا لیکن جب عراق میں اس نے نوایجاد مذہب کی تبلیغ شروع کر دی تو نجف و کربلا کے تمام مراجع عظام نے اسے کافر قرار دیا اور اس کے عقائد کی پیروی کرنے والوں کو اسی طرح سے مذہب شیخیہ کا نام دیا جس طرح ہندو پاکستان میں مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والوں کو مسلمانوں نے مرزائی اور قادیانی کا لقب دیا لہذا اس نے عراق سے بھی راہ فرار اختیار کی اور سعودی عرب جاتے ہوئے راستہ میں 41ھ میں ہدیہ کے مقام پر مر گیا شیخ احمد احسائی کے بعد اس کا جانشین کاظم رشتی ہوا۔ کاظم رشتی کے بعد یہ مذہب کئی فرقوں میں بٹ گیا۔

نمبر 1: علی محمد باب شیرازی اور حسین علی بہا نے امام مہدی ہونے کا دعویٰ کر کے مذہب باب و بہا کی بنیاد ڈالی اور بابی اور بہائی کہلائے۔

نمبر 2: کاظم رشتی کے ایک شاگرد محمد کریم خان کرمانی نے رکن رابع کا نظریہ پیش کیا اور شیخ احمد احسائی کو رکن رابع قرار دیا جس پر ایمان لانا واجب ہے رکن اول توحید، رکن دوم نبوت، رکن سوم امامت اور رکن رابع شیخ احمد احسائی۔ اور شیخ احمد احسائی کے بعد رکن رابع محمد کریم خان کرمانی اور

اس کے جانشین اوراس نظریہ کی بناء پر یہ حضرات شیخیہ رکنیہ کہلاتے ہیں۔ جب شیخیہ رکنیہ کرمان کی شاخ کاظم علی رساء کی سربراہی میں کراچی پاکستان میں کھلی تو اس کے اشتہار پر ہم نے ہفت روز رضا کار میں اس کے خلاف مضمون لکھا جس پر اس نے ہمارے خلاف اس کے بزرگوں کی تکفیر کا بیان شائع کرنے پر ایک تو کراچی کی عدالت میں استغاثہ دائر کردیا دوسرے ایران وعراق، نجف وکربلا کے ان مراجع عظام کی شان میں ایک توہین آمیز پمفلٹ شائع کیا جس کے خلاف ہم نے بھی اس کے خلاف ویسا ہی استغاثہ دائر کردیا اور خدا کے فضل سے ہم نے اسے کراچی میں بھی شکست فاش دی اور اپنے استغاثہ میں بھی جسے وہ رٹ کے ذریعے لاہور ہائیکورٹ لے گیا تھا مسٹر جسٹس جاوید اقبال کی عدالت میں شکست فاش دی جس سے شیخیہ رکنیہ کرمان کی تبلیغی سرگرمیوں کا قطعی خاتمہ ہوگیا ورنہ پاکستان کے بہت سے شیعہ شیخیہ رکنیہ کرمان کے بھی پیرو ہوجاتے۔

نمبر 3: شیخ احمد احسائی کے شاگردوں میں سے ایک شاگرد مرزا حسن گوہر شیخ احمد احسائی کے حلقہ درس میں شامل ہونے سے پہلے کچھ عرصہ نجف وکربلا کے دینی مدراس میں رہ کر اجازۂ اجتہاد حاصل کرچکا تھا جب شیخ احمد احسائی نے کربلا میں اپنے فلسفہ کے درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا تو مرزا حسن گوہر قراچہ داغی شیخ کے حلقہ درس میں شامل ہوگیا اور مذہب شیخیہ اختیار کرلیا اور شیخ احمد احسائی کے پہلے جانشین کی رحلت کے بعد اس نے مذہب شیخیہ کی قیادت سنبھال لی لہذا اس کے پیرو عراق میں گوہریہ کہلاتے ہیں۔

اگرچہ شیخ احمد احسائی نے کسی بھی شیعہ مدرسے میں تعلیم حاصل نہ کی تھی اور نہ ہی کسی شیعہ عالم کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا تھا۔ لیکن اس مرزا حسن قراچہ داغی نے شیخ احمد احسائی کو مجتہد ثابت کرنے کے لئے جعلی اجازے گھڑے جسے ہم نے چیلنج کے ساتھ اپنی کتاب ''شیخ احمد احسائی مسلمانان پاکستان کی عدالت میں'' میں گھڑے ہوئے اور جھوٹے ثابت کیا ہے اور آج تک کوئی ان کو رد نہیں کرسکا اور اب پھر چیلنج کرتا ہوں کہ کوئی اس کا رد کرکے دکھائے۔ مرزا حسن گوہر قراچہ داغی کے بعد اس فرقے کی قیادت اسکوئیوں نے سنبھال لی اور اس کے رؤسا مرزا باقر اسکوئی، مرزا موسیٰ اسکوئی، مرزا علی اسکوئی اور مرزا حسن اسکوئی ہوئے ہیں جسے پاکستان کے شیخی مبلغین حجۃ الاسلام آیت اللہ

العظمیٰ الامام المصلح مرزا احسن الاسکوئی احقاقی کے نام سے متعارف کرا رہے ہیں۔

چونکہ مرزا موسیٰ اسکوئی نے شیخ احمد احسائی کی رد میں لکھی ہوئی کتابوں کے ابطال میں اور مذہب شیخیہ کے عقائد کی تائید میں ''احقاق الحق'' کتاب لکھی تھی لہذا اس کے رؤسا مرزا موسیٰ اسکوئی کے بعد اسکوئی کے ساتھ احقاقی بھی کہلاتے ہیں اور پاکستان کے اکثر ذاکرین وواعظین اور مجلس خوان مقررین اسی فرقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ فرقہ تمام باطل شیعہ کہلانے والے فرقوں کے غلط عقائد کا مجموعہ ہے۔ اگرچہ اس کی بنیاد تو اس کے من گھڑت فلسفہ علل اربعہ پر ہے مگر یہ فرقہ نصیریوں کے شعار، مفوضہ کے افکار، صوفی شیوں کے نظریات ودلائل سے اپنے من گھڑت فلسفہ کو تقویت دیتا ہے اور مجالس عزاء میں ہمارے منبروں پر چھایا ہوا ہے اور یہی فرقہ ہے وہ جس نے پاکستان کے شیعوں میں گمراہی کو پھیلایا ہے اور انہیں اس بات کا معتقد بنایا ہے کہ محمد وآل محمد یعنی چاردہ معصومینؑ ہی خالق ہیں وہی رازق ہیں وہی محی ہیں وہی ممیت ہیں اور وہی ساری کائنات کا نظام چلاتے ہیں۔

ہمارا چیلنج ہے یہ کہ کوئی ہمارے اس دعوے کو جھٹلا کر دکھائے کہ شیخ احمد احسائی کی عقائد کی پیروی کرنے والوں کا نام 1240ھ میں ایران وعراق میں قزوین ونجف وکربلا کے تمام بزرگ مجتہدین عظام اور مراجع عالیقدر شیعیان جہان نے اس طرح سے مذہب شیخیہ رکھا تھا جس طرح ہندو پاکستان کے مسلمانوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کی پیروی کرنے والوں کا نام مرزائی اور قادیانی رکھتا تھا۔

ہمارا دوسرا چیلنج یہ ہے کہ کوئی ہمارے اس دعوے کو جھوٹا ثابت کر کے دکھائے کہ شیخ احمد احسائی کے وحی والہام کے سارے دعوے جھوٹے ہیں اور اس نے ایران وعراق کی کسی دینی درسگا میں کسی شیعہ عالم کے سامنے زانوئے تلمذ طے ہی نہیں کیا تھا۔ لہذا اس کے اجتہاد کے سارے اجازے بھی اسے شیعہ مجتہد ثابت کرنے کے لئے مرزا حسن گوہر قراچہ داغی اور رؤسائے شیخیہ اسکوئیہ احقاقیہ کے گھڑے ہوئے ہیں۔

ہمارا تیسرا چیلنج یہ ہے کہ ہم نے اپنی کتاب ''ایک پراسرار جاسوسی کردار یعنی شیخ احمد احسائی

مسلمانان پاکستان کی عدالت میں'' جو شیخی مبلغ محمد حسنین سابقی کی کتاب عبقریۃ الشیخ الاوحد اور عبدالحسین سرحدی کی کتاب الشیخ الاوحد الشیخ احمد احسائی کے جواب میں لکھی تھی، اس کا آج تک کوئی رد نہیں کر سکا اب پھر چیلنج کیا جاتا ہے کہ کوئی اس کے مندرجات کو غلط ثابت کر کے دکھائے۔

ہمارا چوتھا چیلنج یہ ہے کہ ہم نے مذکورہ کتاب میں یہ ثابت کیا تھا کہ جو مقررین ہمارے منبروں پر پچھلے چالیس سال سے چھائے ہوئے ہیں وہ شیخ احمد احسائی کی شرح زیارت اور موسیٰ اسکوئی کی احقاق الحق سے مذہب شیخیہ کی تبلیغ کر رہے ہیں اور ان کے اقبالی خطوط ہم نے شائع کئے تھے جسے کوئی رد نہیں کر سکا اب پھر چیلنج ہے کہ کوئی انہیں رد کر کے دکھائے۔

ہمارا پانچواں چیلنج یہ ہے کہ کسی صوفی شیعہ کا یا کسی شیخی شیعہ کا صوفی شیعہ ہونا یا شیخی شیعہ ہونا اس کے فقہ پڑھ کے فقیہ بننے اور اجازہ حاصل کر کے حجتہ الاسلام اور آیت اللہ العظمیٰ اور امام المصلح کہلانے میں مانع نہیں ہے لہذا آج ایران وکویت کے بہت سے صوفی شیعہ اور شیخی شیعہ حجت الاسلام، آیت اللہ العظمیٰ اور امام المصلح کہلاتے ہیں اور ایران کے شیعوں کی ایک بہت بڑی تعداد صوفی شیعوں کی اور شیخی شیعوں کی ہے اور یہ بات چیلنج کے ساتھ کہی جا رہی ہے کہ کسی میں ہمت ہے تو ہمارے چیلنج کو رد کر کے دکھائے اور اس فرقے کے مبلغین کی تبلیغی سرگرمیوں اور مجالس عزا کا استحصال کرنے کے سبب پاکستان کے شیعیان حقہ جعفریہ اثنا عشریہ میں سے بھی بہت سے ان کے شعائر، ان کے عقائد اور ان کے نظریات کو اپنا بیٹھے ہیں۔

مذہب شیخیہ احقاقیہ تمام باطل شیعہ فرقوں کے دلائل کو اپنا تا ہے

اگرچہ مذہب شیخیہ احقاقیہ کے عقائد کی اساس و بنیاد شیخ احمد احسائی کا من گھڑت فلسفہ علل اربعہ ہے لیکن یہ حضرات اپنے عقائد کی دلیل میں حضرت علیؑ کی طرف منسوب غالیوں کے گھڑے ہوئے خطبوں سے بھی کام لیتے ہیں۔ جن میں یہ کہا گیا ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا آسمانوں کا خلق کرنے والا میں ہوں، زمین کا خلق کرنے والا میں ہوں، بارش کا برسانے والا میں ہوں، دانے کا اگانے والا میں ہوں، اولاد کا دینے والا میں ہوں، رزق کا عطا کرنے والا میں

ہوں وغیرہ وغیرہ۔

یہ حضرات مفوضہ کی طرح آئمہ کے معجزات کو بھی دلیل میں پیش کرتے ہیں اور ان کی گھڑی ہوئی روایات سے بھی کام چلاتے ہیں۔

یہ حضرات صوفی شیعوں کی لوہا اور آگ اور قطرہ وسمندر کی مثال سے بھی آئمہؑ کو خالق و رازق بناتے ہیں اور جب وہ یہ دیکھتے ہیں کہ قرآن میں خدا یہ کہہ رہا ہے کہ ان سب کاموں کا کرنے والا میں ہوں تو پھر چہاردہ معصومینؑ خالق ورازق کیسے بنے؟ تو پھر وہ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ جبرئیل ومیکائیل واسرافیل وعزرائیل خدا کی طرف سے خلق ورزق اور موت وحیات کے لئے وسائط وآلات کے طور پر کام کرتے ہیں اور یہ فرشتے ان کے حکم کے بغیر کسی شے پر تصرف نہیں کرتے اور ان کے حکم کے بغیر ایک قدم بھی نہیں اٹھاتے۔ احقاق الحق میں موسیٰ اسکوئی کے الفاظ اس طرح ہیں۔

”و لا یتصرفون فی شئی و لا یخطون قدماً عن قدم الا باذنهم علیهم الصلوٰہ والسلام“ احقاق الحق ص 392 سطر 16-17

کیا واقعاً فرشتے آئمہ کے حکم کے بغیر قدم نہیں اٹھاتے؟

خداوند سورہ مریم میں ارشاد فرماتا ہے

”و ما نتنزل الا بامر ربک له مابین ایدینا و ما خلفنا و مابین ذلک و ما کان ربک نسیا“ مریم۔64

ترجمہ اس کا یہ ہے کہ اے رسول ہم فرشتے تو آپ کے پروردگار کے حکم کے بغیر نازل نہیں ہوتے جو کچھ ہمارے سامنے ہے اور جو کچھ ہمارے پیچھے ہے اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کچھ اسی کی طرف سے ہے اور تمہارا پروردگار بھولنے والا نہیں ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں تمام شیعہ وسنی مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ ایک مرتبہ جبرئیل کو وحی لے کر آنے میں کچھ دیر ہوگئی جب جبرائیل وحی لے کر آئے تو آنحضرت نے جبرائیل سے پوچھا کہ تم نے آنے میں اتنی دیر کیوں لگائی یا تم ہمارے پاس جتنی دفعہ آتے ہو اس سے زیادہ کیوں

نہیں آتے تو جبرئیل نے خدا کی وحی سے یہ جواب دیا کہ اے رسول ہم اپنے آپ نہیں آتے ہم تو تیرے رب کے حکم سے آتے ہیں۔ ماضی میں بھی ہم اسی کے حکم سے آتے رہے اب بھی اسی کے حکم سے آتے ہیں اور آئندہ بھی اسی کے حکم سے آئیں گے۔ ہمیں تو جب وہ حکم دیتا ہے تب آتے ہیں اور یہ دیر میں آنا اسلئے نہیں ہے کہ وہ تجھے بھلا بیٹھا ہے بلکہ جب وہ مصلحت دیکھتا ہے تب وہ ہمیں بھیجتا ہے۔

پیغمبر کی خواہش ہے یہ کہ جبرائیل فرشتہ وحی لے کر اس سے زیادہ جلدی آیا کرے جتنا وہ آتا ہے مگر انہیں جواب ملتا ہے کہ ہم تو تیرے رب کے حکم سے آتے ہیں۔

مگر شیخیہ احقاقیہ یہ کہتے ہیں کہ فرشتے تو آئمہ کے حکم کے بغیر قدم ہی نہیں اٹھاتے

حضرت علیؑ اپنے ایک خطبہ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ فرشتے خدا کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور خدا انہیں جو حکم دیتا ہے وہ اسے بجالاتے ہیں اور وہ اس سے بڑھ کر کوئی بات ہی نہیں کرتے۔ (نہج البلاغہ)

اور امام زین العابدین بھی صحیفہ سجادیہ میں حملۃ العرش پر درود و سلام کے ذیل میں یہی فرماتے ہیں جو حضرت علی نے فرمایا ہے۔ (صحیفہ سجادیہ ص 117)

لیکن شیخیہ احقاقیہ کویت یہ کہتے ہیں کہ فرشتے آئمہ کے حکم کے بغیر قدم ہی نہیں اٹھاتے

۔

کیا فرشتوں نے زمین اور آسمانوں کو خلق کیا ہے؟

خداوند تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے کہ میں نے زمین کو دو دنوں میں خلق کیا۔ پھر اس کے بعد دو دنوں میں زمین میں سامان معیشت کو پیدا کیا پھر اس کے بعد دو دونوں میں آسمانوں کو پیدا کی اس طرح خدا نے زمین اور آسمانوں کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ان کو چھ دنوں میں پیدا کیا۔ اور حضرت علیؑ نہج البلاغہ میں ایک خطبہ ارشاد فرماتے ہیں کہ خدا نے آسمانوں کو خلق کرنے کے بعد فرشتوں کو خلق کر کے ان کے طبقات میں آباد کیا۔ نہج البلاغہ خطبہ 89

یعنی جب خدا نے زمین اور آسمانوں کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے ان سب کو خلق کیا اس وقت فرشتوں کا کوئی وجود ہی نہیں تھا لہذا فرشتوں کا زمین اور آسمانوں اور ان کے درمیان کی چیزوں کے خلق کرنے میں کوئی ہاتھ ہی نہیں تھا نہ خدا کے حکم سے نہ آئمہ اطہارؑ کے حکم سے۔

احسن الخالقین کے الفاظ کے ذریعہ سفسطہ

شیاطین شیخیہ احقاقیہ کویت کے خناس ایک اور وسوسہ ڈالتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ خدا نے خود کو احسن الخالقین کہا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ خالق اور بھی ہیں حالانکہ سپرلیٹو ڈگری میں بیان کا مطلب یہ ہے کہ وہ جو چیز بھی پیدا کرتا ہے اس سے بہتر متصور نہیں ہوسکتی جیسا کہ اس نے فرمایا ''الذی احسن کل شی خلقه''یعنی اس نے جو چیز بھی خلق کی اس سے بہتر کا تصور نہیں ہوسکتا اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس نے کوئی بری چیز بھی خلق کی ہے اور یہ سب سے بہتر ہے ایک اور آیت میں ارشاد ہوتا ہے۔

''فبشر عباد الذین یستمعون القول فیتبعون احسنه''

(الزمر۔18)

اے رسول تم میرے ان بندوں کو خوشخبری دے دو جو (قرآن کی) باتوں کو سنتے ہیں اور پھر اس میں سے جو اچھی سے اچھی بات ہوتی ہے اس پر عمل کرتے ہیں۔

اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ قرآن کی باتوں میں کچھ بری باتیں بھی ہیں ان کو چھوڑ دیا جائے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کی ساری باتیں ہی اچھی ہیں۔

اسی طرح احسن الخالقین کا مطلب یہ نہیں ہے کہ خدا کے سوا خالق اور بھی ہیں۔ خدا احسن الخالقین ہے اور دوسرے کمتر خالق ہیں۔لیکن افسوس شیاطین شیخیہ احقاقیہ کویت کے خناس ہمارے منبروں پر چھا گئے ہیں اور مجالس عزا کا استحصال کرتے ہوئے اپنی خرافات اور باطل عقائد کو فضائل کہہ کر سادہ لوح شیعہ عوام کو گمراہ کئے جارہے ہیں۔

اور اس کے ثبوت میں ایک علیحدہ رسالہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ وخلیفۃ بلافصل اسی

رسالہ ھل تعلم لہ سمعیا کے ساتھ شامل کیا جا رہا ہے۔

تمہید

''اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمدللہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ اشرف الانبیاء والمرسلین و اھل بیتہ الطیبین الطاھرین المعصومین اما بعد فقد قال الحکیم فی کتابہ الکریم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا ایھا الذین آمنوا لا تقدموا بین یدی اللہ و رسولہ و اتقوا اللہ ان اللہ سمیع علیم''

(الحجرات۔۱)

ترجمہ: اے ایمان والوں اللہ کی نافرمانی سے ڈرو اور اللہ اور اس کے رسول سے قدم آگے نہ بڑھایا کرو اور اللہ کی نافرمانی سے ڈرو بیشک اللہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

مفسرین کہتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ سے قدم آگے نہ بڑھائے کا مطلب یہ ہے کہ تم امور دین میں کوئی کام اللہ کی وحی کے بغیر اور اپنی مرضی سے نہ کرو اور اس کے رسول سے آگے قدم بڑھانے کا مطلب یہ ہے کہ تم امور دین میں کوئی کام ایسا نہ کرو جو پیغمبر اکرمؐ نے عمل کر کے نہ دکھایا ہو۔

یعنی اللہ کی وحی اور پیغمبرؐ کے حکم کے بغیر امور دین میں اپنی طرف سے کسی بات کا بڑھانا یا اضافہ اللہ کی نافرمانی ہے۔

اس کتاب کے لکھنے کی وجہ

میں نے اپنی کتاب ''شعار شیعہ اور رمز تشیع'' اور ''شریعت کے مطابق تشہد کیسے پڑھنا چاہیے'' میں اذان واقامت اور نماز کے تشہد میں شہادت ثالثہ یعنی علی ولی اللہ کے پڑھنے کو بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا ہوا ہے۔ جس کے بعد مزید لکھنے کی ضرورت نہیں تھی لیکن ہمارے محترم عزیز سید شوکت علی زیدی نے ایک رسالہ جس کا نام ''علی ولی اللہ'' ہے اور جسے شیخی مبلغ سید

ظہور الحسن کوثر صاحب نے تصنیف کیا ہے مجھے لا کر دیا اور یہ کہا کہ میں اس کا جواب ضرور لکھوں میں نے بہت کہا کہ مذکورہ دونوں کتابوں میں ان کا جواب موجود ہے لیکن ان کا اصرار ہے اس کا ضرور جواب دیا جائے چاہے کتنا ہی مختصر ہو تو ہمارا یہ رسالہ ''علی ولی اللہ وصی رسول اللہ وخلیفۃ بلا فصل'' کے نام سے سید ظہور الحسن کوثر صاحب کے رسالہ ''علی ولی اللہ'' کا جواب ہے جسے ہم نے اپنی کتاب ''**ھل تعلم لہ سمیا**'' کے ساتھ شامل کر دیا ہے۔

سید ظہور الحسن کوثر صاحب مذہب شیخیہ سے تعلق رکھتے ہیں

پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا کہ میری امت کے 73 فرقے ہو جائیں گے ان میں سے صرف ایک جنت میں جائیگا۔ اور امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ کا ارشاد گرامی ہے کہ ان تہتر فرقوں میں سے تیرہ فرقے ہماری محبت کا دم بھرنے والے یعنی شیعہ کہلانے والے ہوں گے ان میں سے ایک جنت میں جائیگا۔

اسرار امامت اردو ترجمہ کتاب سلیم بن قیس ہلالی ص 120

روضہ کافی ص 224

ہم نے اپنی مذکورہ کتابوں میں ان تیرہ کے تیرہ فرقوں کے نام اور ان کے عقائد لکھ دیئے ہیں ان میں سے مفوضہ جتنے ہیں وہ سب کے سب اثنا عشری کہلاتے ہیں صوفی شیعہ جتنے ہیں وہ سب کے سب اثنا عشری کہلاتے ہیں شیخیہ رکنیہ کرمان جتنے ہیں وہ سب کے سب اثنا عشری کلھاتے ہیں شیخیہ احقاقیہ کویت جتنے ہیں وہ سب کے سب اثنا عشری کہلاتے ہیں جمن شاہی جتنے ہیں وہ سب کے سب اثنا عشری کہلاتے ہیں۔ مذہب شیخیہ کے بانی شیخ احمد احسائی کو 1241ھ میں کربلائے معلٰی اور نجف اشرف کے تمام معروف مراجع عظام نے اپنے روبرو طلب کر کے اور اس کے عقائد معلوم کر کے اسے اسی طرح سے کافر قرار دیا تھا جس طرح ہندو پاکستان میں مرزا غلام احمد قادیانی کو اہل سنت علماء نے کافر قرار دیا اور جس طرح مرزا غلام احمد قادیانی کی پیروی کرنے والوں کا نام سنی علماء نے مرزائی اور قادیانی رکھا تھا اسی طرح شیخ احمد احسائی کے عقائد کی

پیروی کرنے والوں کا نام اس وقت کے جملہ شیعہ مراجع عظام نے مذہب شیخیہ اور شیخی رکھا تھا مذہب شیخیہ کے دو فعال فرقے ہیں ایک شیخیہ رکنیہ کرمان اور دوسرے شیخیہ احقاقیہ کویت ان کا سلسلہ جانشینی اس طرح سے ہے شیخ احمد احسائی کے بعد اس کا جانشین سید کاظم رشتی ہوا پھر مرزا حسن گوہر قراچہ داغی پھر مرزا باقر اسکوئی پھر مرزا موسیٰ اسکوئی پھر مرزا علی اسکوئی پھر مرزا حسن اسکوئی الحائری الاحقاقی۔

چونکہ موسیٰ اسکوئی نے شیخ احمد احسائی کے عقائد کی تائید اور شیعہ علماء کی طرف سے اس کے عقائد کے ابطال ورد میں لکھی گئی کتابوں کے جواب میں احقاق الحق لکھی تھی لہذا ان کی اولاد احقاقی کہلاتی ہے اور سید ظہور الحسن کوثر خطیب شیعہ ملتان ان ہی مرزا حسن الحائری الاحقاقی کے پیروکار اور مقلد ہیں اور مذہب شیخیہ رکھتے ہیں اور اس کا ثبوت خود ان کے رسالہ علی ولی اللہ کے آخری صفحہ پر ان کا اپنا بیان ان کے دستخط کے ساتھ موجود ہے۔

مذہب شیخیہ اصلاً مفوضہ ہیں مزید دلائل کے ساتھ

مذہب شیخیہ دراصل مفوضہ ہی ہیں۔لیکن انہوں نے مفوضہ سے آگے بڑھ کر ان کے دلائل کے علاوہ فلاسفہ یونان اور صوفیوں کے دلائل کے ساتھ تفویض کو ایک نئے انداز سے پیش کیا ہے لہذا کربلا و نجف کے اس وقت کے تمام مراجع عظام نے اس مذہب کا نام شیخ احمد احسائی کی نسبت سے مذہب شیخیہ رکھا۔اور اس کے عقائد وافکار ونظریات کی پیروی کرنے والوں کا نام شیخی رکھا جیسا کہ لغت کی معروف کتب فرہنگ آموز کار میں شیخی کے معنی میں لکھا ہے ''شیخی'':- گروہے کہ طرفدار عقیدہ شیخ احمد احسائی ہستند۔یعنی وہ گروہ جو شیخ احمد احسائی کے عقیدہ کا طرف دار ہو اور مفوضہ کے بارے میں امام علیہ السلام کا یہ قول ہے کہ آپ نے فرمایا'' **الغلاۃ کفار والمفوضۃ مشرکون** ''یعنی غالی کافر ہیں اور مفوضہ مشرک ہیں اور فرقہ مفوضہ ہی مذہب شیخیہ کی صورت میں منظم ہو کر سامنے آیا ہے۔پس سید ظہور الحسن کوثر صاحب کا تعلق مذہب شیخیہ سے ہے جو ان کے رسالہ کے آخری صفحہ سے ثابت ہے اور یہ لوگ عقائد میں تفویض کے عقیدہ کے علاوہ

اعمال میں نت نئی بدعات کی ایجاد کرتے رہتے ہیں چنانچہ اذان واقامت کے علاوہ تشہد میں بھی شہادت ثالثہ پڑھنے کے لئے سید ظہور الحسن کوثر صاحب سے پہلے شیخی مبلغ محمد حسین سابقی اس بارے میں لکھ چکے ہیں اوران کے لکھنے سے پہلے تشہد میں شہادت ثالثہ پڑھنے کی کسی کو بھی خبر نہ تھی۔

اذان واقامت میں شہادت ثالثہ کو مفوضہ نے 338ھ کے بعد داخل کیا۔

ہم نے اپنی کتاب ''شعار شیعہ اور رمز تشیع'' میں ثابت کیا ہے کہ ہماری حدیث کی معروف کتب اربعہ میں کسی میں بھی اذان واقامت میں شہادت ثالثہ کا ذکر نہیں ہے۔حدیث کی سب سے پہلی کتاب اصول کافی اور فروع کافی ہیں۔جس میں خدا کی طرف سے حکم شرعی کے طور پر اذان کے صرف 18 فصول اور اقامت کے 17 فصول لکھے ہیں اور شیخ محمد بن یعقوب کلینی جنہوں نے یہ احادیث اصول کافی اور فروع کافی میں جمع کی۔329ھ میں وفات پائی جو امام زمانہ عجل اللہ الشریف کا غیبت کبریٰ کا سال ہے۔

حدیث کی دوسری کتاب من لایحضرہ الفقیہ ہے جس کے جمع کرنے والے شیخ صدوق ہیں۔انہوں نے یہ کتاب 368ھ میں لکھی اس میں جبرئیل کا وحی کے ذریعہ اذان واقامت سنانا اور اذان کے وہی 18 فصول اور اقامت کے وہی 17 فصول بیان کئے گئے ہیں۔لیکن انہوں نے اس سے آگے یہ لکھا ہے کہ خدا لعنت کرے مفوضہ پر کہ انہوں اذان واقامت میں شہادت ثالثہ کا اضافہ کرلیا ہے۔اور وہ اذان واقامت میں دو دو دو دفعہ اشہد ان علیاً ولی اللہ کہتے ہیں۔لیکن کراچی سے اردو میں جو ترجمہ شائع کیا گیا ہے اس میں مذکورہ عبارت کا ترجمہ نہیں کیا گیا جبکہ اس اضافہ پر لعنت کا بیان اصل کتاب میں تفصیل کے ساتھ لکھا ہے۔

مذکورہ حقائق سے جو باتیں ثابت ہوتی ہیں وہ یہ ہیں

نمبر 1:	کم ازکم 338ھ تک کوئی شیعہ اذان واقامت میں شہادت ثالثہ نہیں پڑھتا تھا۔

نمبر 2:	مسلمہ طور پر مفوضہ نے 338ھ کے بعد اذان واقامت میں شہادت ثالثہ کے پڑھنے کا آغاز کیا۔

نمبر 3:	مسلمہ طور پر خود شیخ صدوق اور سارے عقیدت منداور دوسرے شیعہ علماء اس وقت بھی اذان واقامت میں شہادت ثالثہ نہیں کہتے تھے ورنہ وہ اذان واقامت میں شہادت ثالثہ پڑھنے والوں پر لعنت نہ کرتے۔ یہ سب باتیں ناقابل ردوانکار ہیں۔

پھراذان واقامت میں اس اضافے کے بارے میں بارہویں صدی ہجری تک شیعہ علماء ومحدثین کبار وفقہائے عظام جو کچھ کہتے رہے ہیں وہ ہماری کتاب شعار شیعہ اور رمز تشیع میں مطالعہ کریں جو اس اضافے کو بدعت اور کہنے والوں اور اس کا اضافہ کرنے والوں کو جہنم کا سزاوار تک کہتے رہے۔ ملاحظہ شیخ جعفر کبیر کی کتاب کشف الغطاء۔

بارہویں صدی ہجری کے بعد کے علماء نے لچک پیدا کرلی

جب بارہویں صدی ہجری کے بعد مذہب شیخیہ کی تبلیغ کے نتیجہ میں جوایک منظم صورت میں مفوضہ ہی کا ایک گروہ ہے۔شہادت ثالثہ اکثر شیعہ عوام میں رواج پا گئی تو شیعہ علماء نے لچک پیدا کی کہ اسے جزو اذان تو قرار نہیں دیا لیکن کسی نے کہا شہادت ثالثہ کو قربتاً الی اللہ کہا جائے۔ کسی نے کہا کہ مستحب سمجھ کر کہہ لیا جائے۔ کسی نے کہا کہ رجاء مطلوب کی نیت سے کہہ لیا جائے اور میں نے اپنی کتاب ''شعار شیعہ اور رمز تشیع'' میں یہ ثابت کیا ہے کہ ہمارے علمائے بزرگ میں سے ایک عالم نے یہ تک کہہ دیا کہ تقیہ کرتے ہوئے کہہ لیا جائے ورنہ شیعہ اسے سنی کہنے لگ جائیں گے۔

اذان میں شہادت ثالثہ مفوضہ کی ایجاد ہونے کا ایک ثبوت

اذان واقامت میں شہادت ثالثہ کے خداورسول کی طرف سے نہ ہونے اور مفوضہ کی ایجاد ہونے کا ایک ثبوت یہ ہے کہ اس کے لئے کوئی معین جملہ نہیں ہے جس کا جو دل چاہتا ہے کہتا ہے حتیٰ کہ قاتل المشرکین والکافرین والمنافقین تک اور اس کا کوئی معین جملہ نہ ہونے اور اس کے اذان واقامت میں کہنے کی وجہ کا پتہ اس دور کے دو عظیم القدر مراجع عظام کے بیانات سے ہوسکتا ہے ان میں ایک حجتہ الاسلام آیت اللہ باقرالصدر ہیں جنہوں نے تیونس کے پروفیسر تیجانی سماوی کے اس سوال کا کہ آپ اذان میں اشہدان علیاً ولی اللہ کیوں کہتے ہیں یہ جواب دیا کہ: ''چونکہ بنی امیہ جمعہ اور عیدین کے خطبوں میں اپنے منبروں پر حضرت علیؑ پر تبرا کیا کرتے تھے لہذا ہم اذان میں اشہدان علیاً ولی اللہ اس لئے کہتے ہیں تاکہ یہ بتلائیں کہ جو اللہ کا ولی یعنی دوست ہو اس پر تبرا نہیں کرنا چاہیے اور اس سے نفرت نہیں کرنی چاہیے۔

آیت اللہ باقرالصدر کے اس بیان سے دو باتیں ثابت ہوئیں نمبر 1: یہ کہ اس نالغہ روزگار عالم کے نزدیک اذان میں جو علیاً ولی اللہ کہا جاتا ہے تو اس سے ان کی مراد اللہ کا دوست ہے دوسری بات یہ ہے کہ اس بیان سے جو صاف ظاہر ہے وہ یہ ہے کہ یہ ہم خود اپنے آپ اپنی طرف سے مذکورہ بات سنانے کے لئے کہتے ہیں اس میں خدا کی وحی اور پیغمبر اور آئمہ اطہارؑ کے عمل کا تعلق نہیں ہے۔ باقی واقعہ ہماری کتاب شعار شیعہ اور رمز تشیع میں مطالبہ کریں۔

دوسرے عظیم القدر مرجع آیت اللہ العظمیٰ روح اللہ خمینی ہیں۔ انقلاب ایران سے پہلے ایران میں باقاعدہ طور پر لاؤڈ سپیکر سے ہر مسجد سے اور مشہد امام رضا اور روضہ معصومہ قمؑ ''**اشھد ان امیر المومنین و امام المتقین علیاً ولی اللہ وصی رسول اللہ و خلیفۃ بلا فصل**'' کہا جاتا تھا۔ انقلاب ایران کے بعد اہل سنت کا ایک وفد آیت اللہ خمینی سے ملا اور انہیں اذان میں وصی رسول اللہ وخلیفۃ بلافصل کہنے پر اعتراض کیا اور یہ کہا کہ اس میں ہمارے عقیدے کے خلاف اعلان کیا جاتا ہے۔ آیت اللہ خمینی نے کہا کیا تم حضرت علیؑ کو ولی اللہ نہیں مانتے۔ انہوں نے کہاں! ولی اللہ تو مانتے ہیں۔ آیت اللہ موصوف نے فرمایا کہ پھر ہم علیاً ولی اللہ کہہ لیا کریں اس پر آپ کو

کوئی اعتراض ہے۔انھوں نے کہانہیں۔پس اس دن سے آیت اللہ العظمیٰ روح اللہ خمینی کے حکم سے سارے ایران میں اذان میں صرف اشہدان علیاً ولی اللہ کہا جاتا ہے۔اور پاکستان میں بھی بہت سے شیعہ اس پر آگئے ہیں۔اگر یہ جملہ وحی کا ہوتا یا پیغمبرؐ اور آئمہ اطہار علیہم السلام کا اس پر عمل ہوتا تو آیت اللہ خمینی ہرگز مذکورہ جملہ میں تخفیف نہ کرتے۔

اب تک کے بیان سے یہ بات بالفاظ واضح ثابت ہوگئی ہے کہ اذان میں شہادت ثالثہ کہنے کا حکم نہ خدانے اپنی وحی کے ذریعہ دیا نہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی کہا اور نہ ہی آئمہ طاہرین نے کبھی کہا اور یہ کہنا کہ انہوں نے ڈرتے ہوئے ایسا نہ کیا اور تقیہ کیا یہ پیغمبر اکرمؐ پر اور آئمہ اطہارؑ پر صریح تہمت ہے۔

ظہور الحسن کوثر شیخی مبلغ ہیں اور رئیس شیخیہ احقاقیہ کویت کے پیرو ہیں

یہ ثابت کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ ظہور الحسن کوثر صاحب شیخی مبلغ ہیں اور مرزا حسن احقاقی کے پیرو ہیں کیونکہ یہ بات ان کے رسالہ ''علی ولی اللہ'' کے آخری صفحہ سے ثابت ہے جس میں وہ لکھتے ہیں

''اعلم دوراں آیت اللہ العظمی المرجع دینی آقائے حاج مرزا حسن الحائری الاحقاقی ادام اللہ تعالیٰ'' ان کی تقلید کیجئے اور اپنے اعمال کو درست فرمائیے۔دستخط اردو ظہور الحسن کوثر''

مذہب شیخیہ علی الاعلان قائل تفویض ہیں اور وہ دینی امور میں بدعات کے رائج کرنے میں حضرت علیؑ کے نام کا استعمال کرتے ہیں اور شیعوں کی حضرت علیؑ سے محبت کا غلط فائدہ اٹھاتے ہیں تاکہ جو کوئی ان کی بدعات کا انکار کرے اسے منکر فضائل کہہ کر شیعہ عوام کو ورغلایا جاسکے۔شیخ

صدوق سے لے کر آج تک سارے ہی شیعہ علماء علی الاعلان یہ کہتے آئے ہیں کہ امام زمانہؑ کی غیبت کبریٰ کے بعد مفوضہ نے شہادت ثالثہ کا اذان و اقامت میں اضافہ کیا ہے اور پاکستان کے سارے شیعہ خدا کو حاضر و ناظر جان کو اپنے ایمان سے کہیں کہ کیا شیخی مبلغ محمد حسین سابقی اور ظہور الحسن کوثر کے ان رسالوں کے بعد مبلغین شیخیہ کے پروپیگنڈہ کے زیر اثر ہی تشہد میں شہادت ثالثہ کا پڑھنا شروع نہیں ہوا۔ کیا ان کے آباؤ اجداد تشہد میں شہادت ثالثہ پڑھا کرتے تھے اور کیا آپ خود مذکورہ رسالوں کے لکھے جانے سے پہلے یہ پڑھا کرتے تھے اور ان کے اتنے زبردست پروپیگنڈہ کے باوجود اب بھی شیعیان پاکستان کی ایک کثیر تعداد نہیں پڑھتی۔ اور یہ بات ان کے درمیان معرکہ آرائی سے ثابت ہے۔

سید ظہور الحسن کوثر نے اپنے رسالہ ''علی ولی اللہ'' میں جن علماء کے تائیدی بیان کا حوالہ دیا ہے وہ سب کے سب شیخی ہیں۔ شیخ عبدالغنی جنہیں انہوں نے مجتہد العصر والزمان لکھا ہے شیخی ہیں۔ اور مرزا حسن الحائری الاحقاقی تو رئیس مذہب شیخیہ احقاقیہ ہیں اسی طرح محمد تقی ممقانی جنہیں انہوں نے مجتہد العصر والزمان لکھا ہے وہ بھی شیخی ہیں اور محمد تقی ممقانی شیخ احمد احسائی کے خاص الخاص شاگرد تھے نمونہ کے طور پر ہم ان کا کچھ حال یہاں پر لکھتے ہیں۔

محمد تقی ممقانی شیخ احمد احسائی کے شاگرد تھے

قم مقدسہ کے ایک شیعہ عالم آقائے روحانی نے ایک کتاب تصنیف کی تھی ''مزدوران استعمار در لباس مذہب'' اس کا جواب تبریز سے ایک شیخی عالم غلام حسین تبریزی نے اپنی کتاب ''کلمہ از ھزار در در مزدوران استعمار'' یعنی کتاب ''مزدوران استعمار کی رد میں ہزار باتوں کی ایک بات'' کے ذریعہ دیا ہم اس کا ایک عنوان ص 69 سے سالم نقل کرتے ہیں۔ عنوان یہ ہے۔

ملاقات حجتہ الاسلام با مرحوم شیخ احسائی

ملا محمد تقی ممقانی ملقب به حجته الاسلام با میرزا محمود نظام العلماء و ملا محمد نام دیگری در عتبات عالیات نجف و کربلا مدتها مشغول تحصیلات علوم دینیه بودند ۔ تا اینکه به درجه منیعه اجتہاد نائل آمدند و از مجتہدین طر ز اول به دریافت اجازه ہفتخر گردیدند بر کدام به اهل و خانواده شاں نوشتند که از تحصیلات فارغ شده اند و عازم وطن خویش می باشند ۔ و سپس از طریق کرمانشاه عزم تبریز نمودند در آن زمان مرحوم شیخ احسائی بنا به تقاضائے شاہزاده دولت شاہی ساکن کرمان شاه بود و مجلس درس مرتبی داشت ۔ حجته الاسلام و همراهانش همینکه به کرمانشاه رسیدند از وجود شیخ در آں شہر مستحضر شدند و خواستند چند مجلس نیز از محضر آں بزرگوار مستفیض شوند ۔ پس از حضور چند جلسه در مجلس آں بزرگوار متوجه شدند که لازم است مدتی نیز از محضر مرحوم شیخ کسب معارف و کمالات بنمایند ۔ و بہمیں جہت فسخ عزیمت نمودند و در کرمانشاه مستقر گردیدند و درحدو دیک سال دنیم در مجلس در آں استاد به تکمیل علوم معنویه و معارف الٰہیه پرداختند ۔ مرحوم شیخ نیز به آنہا توجہی خاص فرموده و اجازه روایت و اجتہاد بایشاں عنایت کرد و رخصتشاں داد که بوطن خویش مراجعت نمایندو در آنجا به نشر حقائق دین مبین

اسلام و نشر فضائل و مناقب اہل بیت اطہار علیہم السلام بیردازندودر موقع و وداع شیخ یک عصا به مرحوم حجة الاسلام و یک قلمدان به مرحوم نظام العلماء و یک کفن به مرحوم ملا محمد عنایت فرمود ۔ ملا محمد در چند منزلی تبریز برحمت ایزدی پیوست و باہماں کفن دفن گردید۔ ولی مرحوم حجة الاسلام و نظام العلماء سالم به تبریز رسیدند و چناں از سر چشمه علوم آل محمد صلی اللّٰه علیه به تعلیم استاد بزرگوار مشروب و سیراب شده بودند که اسانید دیگر را فراموش و طبق روش مرحوم شیخ احمد احسائی به نشر فضائل و مناقب محمد و آل محمد سلام اللّٰه علیہم اجمعین مشغول شدند" کلمہ از ھزار در در مزدوران استعمار' ص 69 تا 71

ترجمہ: ملاقات حجتہ الاسلام با مرحوم شیخ احسائی

ملا محمد تقی ممقانی جو حجتہ الاسلام کے لقب سے ملقب تھے مرزا محمود نظام العلماء اور ملا محمد کے ساتھ عتبات عالیات نجف و کربلا میں مدت سے علوم دینیہ کے حصول میں مشغول تھے ۔ یہاں تک کے درجہ اجتہاد تک پہنچے اور بزرگ مجتہدین سے اجازہ حاصل کرنے کا فخر حاصل کیا ان تینوں نے اپنے اپنے اہل وعیال اور خاندان والوں کو لکھ بھیجا کہ ہم تحصیل علوم دینیہ سے فارغ ہو چکے ہیں اور اپنے وطن واپس آرہے ہیں اس کے بعد کرمانشاہ کے راستہ سے اپنے وطن کے لئے روانہ ہوئے ۔ اس زمانے میں شیخ احمد احسائی شاہزادہ محمد علی مرزا کے تقاضے پر کرمانشاہ میں سکونت پذیر تھے اور مجلس درس کا سلسلہ جاری تھا۔

حجتہ الاسلام محمد تقی ممقانی اوران کے ساتھی جونہی کرمانشاہ پہنچے تو انہیں معلوم ہوا کہ مرحوم

شیخ احمد احسائی یہاں پر موجود ہیں تو انہوں نے چاہا کہ ان بزرگوار کی چند مجلس درس میں حاضر ہو کر مستفیض ہوں۔ پس ان بزرگوار کی چند مجلسیں درس میں بیٹھنے سے وہ متوجہ ہوئے کہ کچھ اور مدت مرحوم شیخ احمد احسائی کی مجلس درست میں شرکت کر کے معارف وکمالات حاصل کریں پس انہوں نے تبریز جانے کا ارادہ ترک کر دیا اور کرمانشاہ میں ہی ٹھہر گئے اور ڈیڑھ سال اس استاد کی مجلس درس میں تکمیل علوم معنویہ و معارف الٰہیہ میں لگائے مرحوم شیخ نے بھی ان پر خاص توجہ دی اور ان کو اجازہ روایت و اجتہاد عنایت کیا اور ان کو رخصت کیا کہ اپنے وطن لوٹ جائیں اور وہاں پر دین مبین اسلام کے حقائق اور فضائل ومناقب اہل بیت اطہار علیہم السلام کی نشر واشاعت کریں۔ رخصت کرتے وقت شیخ نے ایک عصا حجتہ الاسلام محمد ممقانی کو اور ایک قلمدان مرحوم نظام العلماء کو اور ایک کفن ملا محمد کو عنایت فرمایا۔ ملا محمد تو تبریز سے چند منزل ادھر ہی انتقال کر گئے اور اسی کفن میں دفن کر دیئے گئے لیکن حجتہ الاسلام محمد تقی ممقانی اور نظام العلماء صحیح وسالم تبریز پہنچ گئے۔ اور وہ اپنے استاد بزرگوار یعنی شیخ احمد احسائی کی تعلیم سے آل محمد کے علوم کے سرچشمے سے ایسے مشروب و سیراب ہوئے کہ پہلے کے تمام استادوں کا پڑھا ہوا جن سے نجف و کربلا میں پڑھ کر آئے تھے سب بھول گئے اور مرحوم شیخ احمد احسائی کے طریقہ اور روش کے مطابق محمد و آل محمد سلام اللہ علیہم اجمعین کے فضائل ومناقب کی نشر واشاعت میں مشغول ہو گئے۔

یہ ہیں حجتہ الاسلام محمد تقی ممقانی جن کو شیخی مبلغ سید ظہور الحسن کوثر صاحب نے مجتہد عصر والزمان لکھا ہے حالانکہ انہیں مرے ہوئے ایک صدی سے زیادہ ہو چکا ہے لہذا انہیں یہ بھی پتہ نہیں کہ مجتہد العصر والزمان کسے کہتے ہیں۔

کچھ کتاب فقہ الرضا کے متعلق بیان

سید ظہور الحسن کوثر صاحب نے بھی دوسرے شیخی مبلغین کی طرح فقہ الرضا کے حوالے

دیئے ہیں یا ان کتابوں کے حوالے دیئے ہیں جنہوں نے فقہ الرضا سے نقل کیا۔لیکن شیعہ علماء میں سے کوئی بھی فقہ الرضا کو شیعہ مذہب کی کتاب تسلیم نہیں کرتا جو شیعوں کے لئے ہرگز ہرگز حجت نہیں تفصیل کے لئے ہماری کتاب ''شریعت کے مطابق تشہد کیسے پڑھنا چاہیے'' کا مطالعہ کریں اور بارہویں صدی ہجری تک اذان و اقامات میں شہادت ثالثہ کے اضافے کے بارے میں شیعہ علماء ومحدثین وفقہاو مجتہدین ومراجع عظام جو کچھ کہتے رہے اس کا ہماری کتاب ''شعار شیعہ اور رمز تشیع'' میں مطالعہ کریں اور جن شیعہ علماء کا بغیر کسی حوالہ کے محض نام لکھا ہے وہ سب کے سب چودہویں صدی سے تعلق رکھتے ہیں جب کہ مفوضہ وشیخیہ کی تبلیغات کے نتیجہ میں اس بات کا شیعہ عوام میں رواج ہو گیا تو انہوں نے یہ لچک پیدا کر لی کہ اسے حتمی طور پر جزواذان قرار نہ دیتے ہوئے کسی نہ کسی طریقہ سے کہنے کو جائز قرار دے دیا اور عوام کو خدا و رسول کے صحیح احکام بتلا کر انہیں شریعت پر چلانے کی بجائے خود ان کے پیچھے لگ گئے۔

تشہد میں شہادت ثالثہ کا آغاز کرنے والے

جس طرح مفوضہ نے اذان و اقامت میں مسلمہ طور پر شہادت ثالثہ کے پڑھنے کا آغاز کیا تھا اسی طرح اب پندرہویں صدی ہجری میں بھی مفوضہ نے جو اب مذہب شیخیہ کی صورت میں موجود ہے تشہد میں شہادت ثالثہ کا اجراء وآغاز کیا ہے اور چھوٹے چھوٹے رسالے لکھ کر اور مجالس عزا میں منبروں پر اس کی نشر و اشاعت کی اور جاننے والے جانتے ہیں کہ ابھی تک تمام شیعیان پاکستان اس طرف نہیں آئے ، رسالے لکھے جا رہے ہیں ایک دوسرے کے خلاف بحثیں ہو رہی ہیں لیکن ہر کوئی جانتا ہے کہ ابھی تک بھی سب شیعہ تشہد میں ان کی لعن طعن کے باوجود شہادت ثالثہ نہیں پڑھتے۔

المکرالخفی فی معنی ولایت علی۔ ولیکم کوولی اللہ کس نے بنایا

لفظ ولی کثیر المعنی لفظ ہے۔لغت میں اس کے 24 کے قریب معنی لکھے ہیں۔مرزا عبدالرسول احقاقی نے بھی اپنی کتاب ''ولایت از دیدگاہ قرآن'' میں 18 کے قریب معنی لکھے ہیں ۔لیکن عقیدہ،نظریہ اور مذہبی اور دینی لحاظ سے اہل مذاہب میں اس کے تین معنی کوخصوصیت کے ساتھ اپنایا گیا ہے۔اہل سنت اور سنی صوفی اس کے معنی دوست لیتے ہیں شیعہ حقہ جعفریہ اثنا عشریہ ولی کے معنی سرپرست ونگران وحاکم وفرمانروا لیتے ہیں اور تمام غالی ومفوضہ وصوفی شیعہ و شیخیہ ولی کے معنی کارمختار کے لیتے ہیں۔اس لئے صحیح معنی معلوم کرنے کے لئے سیاق وسباق اور قرینہ کالحاظ رکھنا ضروری ہے۔

اس میں شک نہیں کہ ولی کے ایک معنی دوست کے بھی ہیں اوراس کی جمع اولیاءآتی ہے ۔مگر خدانے سالم قرآن میں لفظ اولیاءکوتو اپنی طرف مضاف کیا ہے جیسا کہ فرمایا کہ:

''الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون الذین آمنوا وھم متیفون ''لیکن لفظ ولی کوسالم قرآن میں صیغہ واحد میں ایک بھی جگہ اپنی طرف مضاف نہیں کیا اور یہ بات تمام حفاظ قرآن کوتمام علماءکوتمام دانشوروں کوخواہ وہ سنی ہوں یا شیعہ چیلنج کے ساتھ کہی جاتی ہے کہ خدانے سالم قرآن میں بسم اللہ کی ''ب'' سے لے کروالناس کی ''سین'' تک کسی کوبھی ولی اللہ نہیں کہا۔اللہ نے لفظ ولی کو ہر جگہ اہل ایمان کے ساتھ مضاف کیا ہے جیسا کہ فرمایا'انما ولیکم اللہ و رسولہ والذین آمنو۔۔۔۔۔۔۔۔الخ 'اوردوسری جگہ فرمایا''اللہ ولی الذین آمنوا یخرجھم من الظلمات الی النور۔۔۔۔۔۔الخ''اس میں ولی کا معنی سمجھنے کے لئے ولی کا کام بھی بتلادیا ۔پیغمبراکرمؐ نے حضرت علیؑ کے لئے بھی مقام غدیر پر یہی کہا کہ''ھو ولیکم واما مکم من بعدی''یعنی

وہ میرے بعد تمہارا حاکم وفرمانروا اور امام ہے یعنی اب نہیں ہے۔اب میں ہوں تمہارا ابھی اور اس کا بھی۔اور صحیح ترمذی میں بھی یہی ہے کہ یمن سے آنے والے اصحاب کی شکایت پر یہی فرمایا کہ ''علی منی و انا من علی و ھو ولی کل مومن و مومنة من بعدی ''یعنی علیؑ مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اور وہ میرے بعد ہر مومن اور مومنہ کا ولی وسرپرست وحاکم وفرمانروا ہے۔یعنی اب نہیں ہے اب میں ہوں تمہارا ابھی اور اس کا بھی ۔یعنی سیاق و سباق یہ کہتا ہے کہ قرآن میں بھی جہاں لفظ ولی کو اہل ایمان کے ساتھ مضاف کیا گیا ہے وہاں ولی کے معنی سرپرست و حاکم و فرمانروا ہے اور احادیث پیغمبر میں بھی جہاں لفظ ولی کو اہل ایمان کے ساتھ مضاف کیا گیا وہاں ولی کے معنی حاکم وفرمانروا کے ہی ہیں۔

''من بعدی'' کے ساتھ چونکہ ولیکم کے معنی حاکم وفرمانروا کے سوا اور کچھ بنتے ہی نہیں لہذا اسے سنی صوفیوں نے اور مفوضہ نے جب مذہب شیخیہ کی صورت میں موجود ہیں لفظ ولیکم کی بجائے حضرت علی کے لئے ''ولی اللہ'' کے طور پر شہرت دی۔سنی صوفیوں نے پیغمبر اکرمؐ کے بعد قائم ہونے والی حکومت کی حفاظت کے لئے اسے ''ولیکم '' سے ''ولی اللہ ''اور مفوضہ اور شیخیہ نے اس سے اپنے عقیدہ تفویض کی تشہیر کے لئے کام نکالا لیکن ثبوت میں وہی آیت ولیکم والی پیش کرتے ہیں اور حدیث بھی وہی ولیکم والی پیش کرتے ہیں ۔لیکن اپنے عقیدہ کے اظہار کے لئے لفظ ولیکم کو ضمیر ''کم'' کے ساتھ مضاف کرنے کی بجائے اللہ کے ساتھ مضاف کرتے ہیں اور پھر ولی اللہ سے ولایت مطلقہ کلیہ الٰہیہ مراد لیتے ہیں یعنی خدا کے تمام اختیارات کے مالک۔

سنی صوفیوں کا حضرت علی کو ولی اللہ کہنے کا مقصد اور مراد کیا ہے وہ علامہ طاہر القادری کے رسالے ''السیف جلی علیٰ منکر ولایت علی'' کے پڑھنے سے معلوم کی جاسکتی ہے وہ اس کتاب

کے صفحہ 6 پر لکھتے ہیں کہ ''حضور نبی اکرم صلعم کی ذات مقدسہ سے تین طرح کی وراثتیں جاری ہوئیں نمبر 1: خلافت باطنی کی روحانی وراثت نمبر 2: خلافت ظاہری کی سیاسی وراثت نمبر 3: خلافت دینی کی عمومی وراثت پھر آگے چل کر صفحہ نمبر 8 پر لکھتے ہیں سلطنت میں سیدنا صدیق اکبر حضور نبی اکرم صلعم کے خلیفہ بلافصل یعنی براہ راست نائب ہوئے۔

ولایت میں سیدنا علی المرتضیٰ حضور نبی اکرمؐ کے خلیفہ بلافصل یعنی براہ راست نائب ہوئے ، ہدایت میں جملہ صحابہ کرامؓ حضور نبی اکرم کے خلفاء بلافصل یعنی براہ راست نائب ہوئے۔ پھر اس ولایت کو آگے بڑھاتے ہوئے لکھتے ہیں ہزارہا نفوس قدسیہ ہر زمانہ میں مرتبہ ولایت سے بہرہ یات ہوتے رہے۔ قطبیت وغوثیت کے اعلیٰ وارفع مقامات پر فائز ہوتے تھے ۔ص15

حالانکہ حدیث ثقلین یہ کہتی ہے کہ یہ تینوں ورثے اہل بیت کا ہی حق ہے لیکن پاکستان کے شیعہ اس صوفی عالم کی کتاب کے نام پر ہی لٹو ہو گئے یعنی السیف الجلی علیٰ منکر ولایت علی ۔ حالانکہ ان کی یہ کتاب ''المکر الخفی فی معنی ولایت علی'' ہے بہر حال شیعوں کو اسی سے صوفیوں کے علیؑ کو ولی اللہ کہنے کا مطلب سمجھ لینا چاہیے تھا اور صوفی شیعہ، مفوضہ اور شیخیہ بھی ولیکم کے بجائے ولی اللہ کہتے ہیں اور اس سے مراد ولایت مطلقہ کلیہ الٰہیہ لیتے ہیں یعنی اللہ کے سارے کام انہیں کے سپرد ہیں ۔تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ہماری کتاب '' ولایت قرآن کی نظر میں'' لہذا اذان و اقامت اور تشہد میں علیاً ولی اللہ کے اضافہ پر اصرار اپنے اسی عقیدہ کو رواج دینے کے لئے ہے لیکن یہ بات ذہن میں رہے کہ ولی اللہ، اللہ کا دوست ہونے میں بھی حضرت علیؑ سے بڑھ کر اور کوئی ولی اللہ نہیں ہے۔اسی لئے کلمہ میں جو علی ولی اللہ وصی رسول اللہ وخلیفۃ بلافصل کہا جاتا ہے تو

اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے دوست علی رسول اللہ کے وصی اور ان کے خلیفہ بلافصل ہیں ۔اس میں ولی اللہ حضرت علیؑ کی صفت ہے وصی رسول اللہ وخلیفۃ بلافصل آپ کا منصب ہے اسی لئے ہم نے اس رسالہ کا نام علی ولی اللہ وصی رسول اللہ وخلیفۃ بلافصل بجواب علی ولی اللہ رکھا ہے ۔جو شیخی مبلغ سید ابوالحسن کوثر کا لکھا ہوا ہے۔

تمت بالخیر